''فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے ''ائمہ'' اہل السنہ کی نظر میں''

(حافظ محمد طاہر)

بسم اللہ والحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ !

روافض کے کئی ایک فرقوں سے ایک معروف فرقہ ''امامیہ اثنا عشریہ'' ہے، ''امامیہ'' کی وجہ تسمیہ ان کے ہاں ''مسئلہ امامت'' کی اہمیت کے پیش نظر ہے، جو ان کے اصولِ دین میں شامل ہے اور اس کو مانے بغیر کوئی مومن نہیں ہوتا۔[1]

بلکہ انہوں نے امام ابو جعفر سے نقل کر رکھا ہے:

بني الإسلام على خمس : على الصلاة والزكاة والصوم والحج والولاية.

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت۔''

راوی نے پوچھا: ان میں سے سب سے افضل کیا ہے تو ارشاد ہوا:

الولاية أفضل.

''ولایت ان سب سے افضل ہے۔''[2]

---

1 (عقائد الامامیہ از محمد رضا المظفر، ص: 65 طبع انتشارات انصاریان، ایران)

2 (أصول الکافی: 18/2، یہ روایت فرقہ امامیہ کے ہاں صحیح ہے۔ الشافی شرح الکافی: 29/5 رقم: 1599)

اس عقیدے کے مطابق اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کردہ منصبِ نبوت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا منصب "امامت" بھی موجود ہے، لہذا کہتے ہیں :

أنّ الإمامة منصب إلهي كالنّبوّة، فكما أنّ الله سبحانه يختار من يشاء من عباده للنّبوّة والرّسالة ويؤيّد بالمعجزة التي هي كنصّ من الله عليه.. فكذلك يختار للإمامة من يشاء .

"امامت، نبوت کی طرح منصبِ الٰہی ہیں، جس طرح اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں نبوت ورسالت کے لیے چُنتے اور معجزات سے تائید کرتے ہیں... اسی طرح امامت کے لیے بھی جسے چاہتے ہیں چُن لیتے ہیں۔"[1]

امامت کا انکار نبوت کے انکار سے زیادہ برا ہے۔[2]

ائمہ کے متعلق ان کا عقیدہ ہے:

حديث كل واحد من الأئمة الطاهرين قول الله عز وجل.

1(أصل الشّيعة وأصولها لمحمد حسين الغطا : ص58)

2(الألفين في إمامة أمير المؤمنين لحسين بن يوسف المطهر الحلي : 3/1)

”ہر امام کی بات فی الحقیقت اللہ تعالی کی بات ہے۔“[1]

اسی طرح اگر کسی امام کے قول کو قال اللہ تعالی (یعنی اللہ تعالی فرماتے) کہہ کر بیان کیا جائے تو بالکل درست ہے۔[2]

بلکہ لکھا ہے کہ :

نعتقد أن أمرهم أمر الله تعالى، ونهيهم نهيه، وطاعتهم طاعته، ومعصيتهم معصيته، ووليهم وليه، وعدوهم عدوه .

”ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کا امر و نہی اللہ کا امر و نہی ہے،ان کی اطاعت،اللہ کے اطاعت اور ان کی معصیت اللہ کی معصیت ہے ان کا دوست اللہ کا دوست،ان کی دشمن اللہ کا دشمن ہے۔“[3]

امام کا رتبہ فرشتوں اور رسولوں سے بلند ہے،لہذا لکھا ہے :

إن من ضروريات مذهبنا أن لأئمتنا مقاما لا يبلغه ملك مقرب ولا نبی مرسل .

1(شرح اصول کافی لمحمد بن صالح المازندرانی : 272/2)

2(حوالہ سابقہ)

3(عقائد الإمامیۃ، ص : 79)

"ہمارے مذہب کی ضروریات میں سے ہے کہ ہمارے ائمہ کا وہ مقام ہے، جس پر نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے نہ مرسل نبی ۔"[1]

اسی طرح امام کے متعلق عقیدہ ہے کہ:

أنه معصوم من الذنوب كلها صغيرها وكبيرها، لا يزل عن الفتيا، ولا يخطئ في الجواب، ولا يسهو ولا ينسى .

"وہ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے معصوم ہوتا ہے، نہ تو فتوے میں غلطی کرتا ہے اور نہ ہی جواب دینے میں خطا ہوتی ہے، نہ سہو ہوتا، نہ نسیان۔"[2]

بہر حال عقیدہ امامت ہمارا موضوع نہیں، اس کی تفصیل دیگر کتب میں دیکھی جا سکتی ہے.

انہیں "اثنا عشریہ" اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے ہاں "بارہ ائمہ" منصوص علیہ ہیں، جنہیں منصبِ امامت بذریعہ وحی "تفویض" کیا گیا ہے۔

لہذا کہتے ہیں:

---

1) الحکومۃ الإسلامیۃ للخمینی : 52، نیز دیکھیے : العصمۃ لکمال حیدری : 17، ودایع النبوۃ للطہرانی : 114 وغیرہ)

2) میزان الحکمۃ لمحمد الری الشہری : 1/174، عقائد الإمامیۃ : 67، الحکومۃ الاسلامیۃ للخمینی : 52)

نعتقد أن الأئمة الذين لهم صفة الإمامة الحقة هم مرجعنا في الأحكام الشرعية المنصوص عليهم بالإمامة اثنا عشر إماما، نص عليهم النبي صلى الله عليه وآله جميعا بأسمائهم.

"ہمارا عقیدہ ہے کہ منصوص علیہ ائمہ بارہ ہیں جن کے پاس حقیقی صفتِ امامت ہے، احکام شریعت میں ہمارے مرجع ہیں، نبی کریم ﷺ نے ان کے ناموں کے ساتھ صراحت فرمائی ہے۔"[1]

ان ائمہ میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے والا کافر و جہنم کا مستحق ہے، چنانچہ لکھا ہے:

اتفقت الامامية على أن من أنكر إمامة أحد من الأئمة وجحد ما أوجبه الله تعالى له من فرض الطاعة فهو كافر ضال مستحق للخلود في النار.

"امامیہ کا اتفاق ہے کہ جس نے کسی ایک امام کی امامت کا انکار کیا اور جو اطاعت اللہ تعالی نے اس پر فرض کی اس کا انکار کیا تو وہ کافر، گمراہ اور ہمیشگی کی جہنم کا مستحق ہے۔"[2]

ان ائمہ میں سے سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سب سے آخری محمد مہدی المنتظر ہیں۔

---

1 (عقائد الإمامية، ص: 77)

2 (یہ قول شیخ المفید کا ہے جسے مجلسی نے بحار الأنوار: 366/8)

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ اہل سنت کے ہاں مخلوق میں نبوت ورسالت سے افضل یا اسکے مساوی وئی منصب نہیں اور نہ ہی انبیاء وفرشتوں کے علاوہ کسی کے لیے عصمت ہے۔

اب آتے ہیں اس موضوع کی طرف کہ اہل سنت کے ہاں ان بارہ شخصیات کا کیا مقام ہے جنہیں فرقہ اثنا عشریہ معصوم ائمہ قرار دیتا ہے، چونکہ ان سب کی سیرت کا جائزہ اس مختصر مضمون میں نہیں لیا جاسکتا اس لیے ذیل میں مختصر وضاحت پیش خدمت ہے۔

1۔ سیدنا علی بن ابی طالب ابو الحسن المرتضی رضی اللہ عنہ (40ھ):

آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی، عظیم صحابی، چوتھے خلیفہ ہیں آپ کے جنتی ہونے کی قطعی ضمانت بزبانِ نبوت موجود ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی محبت کو معیارِ ایمان قرار دیا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے متعلق فرمایا:

لَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

"صرف مومن ہی مجھ سے محبت کرے گا اور صرف منافق ہی مجھ سے بغض رکھے گا۔"[1]

---

1) صحیح مسلم: 78)

رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ان سے محبت کرتے ہیں، اور وہ بھی اللہ ورسول سے محبت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی نسبت کو سیدنا موسیٰ وہارون علیہما السلام کی باہمی نسبت سے تشبیہ دی اور انہیں دونوں بیٹوں (سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما سمیت) اپنے اہلِ بیت میں شامل فرمایا۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کا میں دلی دوست ہوں، علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دلی دوست ہیں۔''[2]

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل سیدنا ابو بکر ہیں، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان اور پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔[3]

بقولِ امام احمد رحمہ اللہ، جس قدر احادیث آپ کے فضائل میں مروی ہیں، اتنی کسی دوسرے صحابی کے لیے نہیں ہیں۔[4]

1(صحیح مسلم: 2404)

2(سنن الترمذی: 3713)

3(عقیدۃ السلف وأصحاب الحدیث للصابونی وغیرہ)

4(مستدرک حاکم: 107/3 ح: 4572 وسندہ حسن)، سب سے زیادہ احادیث مروی ہونے کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ آپ کی فضیلت سب سے زیادہ ہے کیونکہ اہل السنہ کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر علی ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

2۔ سیدنا حسن بن علی ابو محمد رضی اللہ عنہما (50ھ):

آپ رضی اللہ عنہ بھی جلیل القدر صحابی، نبی کریم ﷺ کے نواسے اور آپ کے محبوب تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سید یعنی سردار قرار دیا۔[1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر۔"[2]

اسی طرح فرمایا: "جس نے ان دونوں (یعنی حسن و حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھا۔"[3]

آپ دونوں بھائی رضی اللہ عنہما دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول تھے۔[4]

اور آخرت میں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔[5]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

---

1) صحیح البخاری: 2704)

2) صحیح البخاری: 2122، صحیح مسلم: 2421)

3) (مسند احمد: 440/2 وسندہ حسن)

4) صحیح البخاری: 3753)

5) (سنن الترمذی: 3781 وسندہ حسن)

الإِمَامُ السَّيِّدُ، رَيْحَانَةُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَسِبْطُهُ، وَسَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الجَنَّةِ، أَبُو مُحَمَّدٍ القُرَشِيُّ، الهَاشِمِيُّ، المَدَنِيُّ، الشَّهِيْدُ.

"امام، سید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھول اور نواسے، نوجوانانِ جنت کے سردار، ابو محمد، ہاشمی، مدنی، شہید۔"[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سبط رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وريحانته وقد صحبه وحفظ عنه مات شهيدا .

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور پھول، آپ کے ساتھ رہے اور حدیثیں یاد کیں۔"[2]

1(سیر أعلام النبلاء : 246/3)

2(تقریب التہذیب : 1260)

3۔ سیدنا حسین بن علی ابو عبداللہ الشہید رضی اللہ عنہ (61ھ):

آپ رضی اللہ عنہ، نواسہ رسول، جلیل القدر صحابی، اللہ و رسول کے محبوب تھے، جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ آپ نوجوانانِ جنت کے سردار اور رسول اللہ ﷺ کے پھول تھے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الإِمَامُ، الشَّرِيْفُ، الكَامِلُ، سِبْطُ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَرَيْحَانَتُهُ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَحْبُوْبُهُ.

"امام، شریف و کامل، نوسہء رسول اللہ ﷺ، دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول و محبوب۔[1]"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سِبْطُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَرَيْحَانَتُهُ حَفِظَ عَنْهُ، اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ سَنَةَ إِحْدَى وَسِتِّيْنَ وَلَهُ سِتٌّ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً .

1(سیر أعلام النبلاء: 280/3)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور آپ کے پھول، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث یاد کیں، 160 ہجری عاشوراء کے دن 56 سال کی عمر میں شہید کر دیے گئے۔“ (رضی اللہ عنہ)[1]

4۔ سیدنا علی بن الحسین ابو الحسن زین لعابدین رحمہ اللہ (95ھ):

آپ رحمہ اللہ ثقہ امام اور عظیم تابعی تھے، کتب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثقة ثبت عابد فقيه فاضل قال ابن عيينة عن الزهري ما رأيت قرشيا أفضل منه.

”ثقہ، ثبت، عبادت گزار فقیہ، مشہور و فاضل ہیں، سفیان بن عیینہ بیان کرتے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے قریش میں ان سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔“[2]

انہیں ”علی اصغر“ بھی کہا جاتا ہے.

1(تقریب التہذیب : 1344)

2(تقریب التہذیب : 4715)

5۔ سیدنا محمد بن علی بن الحسین ابو جعفر الباقر رحمہ اللہ (114ھ):

آپ رحمہ اللہ ثقہ امام، عالم با عمل عالی مرتبت، زاہد و متقی تھے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ أَحَدَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ العِلْمِ وَالعَمَلِ، وَالسُّؤْدُدِ وَالشَّرَفِ، وَالثِّقَةِ وَالرَّزَانَةِ، وَكَانَ أَهْلاً لِلْخِلاَفَةِ .

''آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے علم و عمل، سرداری و شرف، ثقاہت و وقار کو جمع کر رکھا تھا اور آپ خلافت کے اہل تھے۔''[1]

نیز فرماتے ہیں:

كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ إِمَاماً مُجْتَهِداً، تَالِياً لِكِتَابِ اللهِ، كَبِيْرَ الشَّأْنِ.........وَنُحِبُّهُ فِي اللهِ؛ لِمَا تَجَمَّعَ فِيْهِ مِنْ صِفَاتِ الكَمَالِ.

''ابو جعفر مجتہد امام تھے، بکثرت تلاوتِ قرآن کرنے والے، عالی مرتبت تھے،..... ان میں صفاتِ کمال کی اس موجودگی کی وجہ سے ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔''[2]

1(سیر أعلام النبلاء: 402/4)

2(ایضا)

اسی طرح فرماتے ہیں:

هُوَ أَحَدُ الأَئِمَّةِ الاثْنَيْ عَشَرَ الَّذِيْنَ تُبَجِّلُهُمُ الشِّيْعَةُ الإِمَامِيَّةُ، وَتَقُوْلُ بِعِصْمَتِهِمْ وَبِمَعْرِفَتِهِمْ بِجَمِيْعِ الدِّيْنِ، فَلاَ عِصْمَةَ إِلاَّ لِلْمَلاَئِكَةِ وَالنَّبِيِّيْنَ، وَكُلُّ أَحَدٍ يُصِيْبُ وَيُخْطِئُ، وَيُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ، سِوَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَإِنَّهُ مَعْصُوْمٌ، مُؤَيَّدٌ بِالوَحْيِ.

"آپ ان بارہ ائمہ میں سے ایک ہیں جن کی "شیعہ امامیہ" بالغلو توقیر کرتے اور ان کی عصمت و جمیع دین کی معرفت کا اعتقادر کھتے ہیں، حالانکہ انبیاء و ملائکہ کے علاوہ کوئی معصوم نہیں، ہر ایک سے غلطی و صواب کا صدور ہوتا ہے اور ہر ایک کی بات قبول یا رد کی جا سکتی ہے، سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے، کیوں آپ معصوم اور وحی الہی سے تائید یافتہ ہیں۔"[1]

آپ کتب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں، وسعتِ علمی کی وجہ سے انہیں "الباقر" کہا جاتا ہے۔ بعض روافض نے روایت بنا رکھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق پشین گوئی کی تھی اور ان کا نام باقر بتایا تھا۔[2]

امام محمد الباقر رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

1 (ایضا)

2 (زہر الربیع لنعمۃ اللہ جزائری : 31)

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ فَضْلَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَدْ جَهِلَ السُّنَّةَ .

"جو سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت نہیں جانتا گویا وہ سنت سے جاہل و ناواقف ہے۔"[1]

اسی طرح جب آپ سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا:

وَاللهِ إِنِّي لَأَتَوَلَّاهُمَا وَأَسْتَغْفِرُ لَهُمَا، وَمَا أَدْرَكْنَا أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي إِلَّا وَهُوَ يَتَوَلَّاهُمَا .

"اللہ کی قسم میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے لیے استغفار کرتا ہوں، اور میں نے اپنے اہلِ بیت کے ہر فرد کو ان سے محبت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"[2]

1(فضائل الصحابہ للدارقطنی : 33 وسندہ حسن، الشریعہ للآجري : 1803)

2(فضائل الصحابہ للدارقطنی : 37، تاریخ دمشق : 385/54 وسندہ حسن)

6۔ سیدنا جعفر بن محمد بن علی ابو عبد اللہ الصادق رحمہ اللہ (148ھ):

آپ رحمہ اللہ عظیم فقیہ و عالم تھے، ائمہ اسلام میں سے امام تھے.

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الإِمَامُ، الصَّادِقُ، شَيْخُ بَنِي هَاشِمٍ، أَبُو عَبْدِ اللهِ القُرَشِيُّ، الهَاشِمِيُّ، العَلَوِيُّ، النَّبَوِيُّ، المَدَنِيُّ، أَحَدُ الأَعْلاَمِ.

"امام، صادق، بنو ہاشم کے شیخ، ابو عبد اللہ قرشی، ہاشمی، علوی، نبوی، مدنی، عظیم امام۔"[1]

آپ کتب ستہ وغیرہ کے راوی ہیں۔[2]

امام جعفر الصادق رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَيَسِبُّ الرَّجُلُ جَدَّهُ؟ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَدِّي لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَتَوَلَّاهُمَا وَأَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا.

1(سیر أعلام النبلاء: 255/6)

2(تقریب التہذیب: 950)

”کیا کوئی اپنے نانا کو برا کہتا ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ تو میرے نانا تھے، اور اگر میری ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت اور ان کے دشمن سے براءت نہ ہو تو میں بروزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم کر دیا جاؤں۔“[1]

اسی طرح فرمایا:

إِنَّ الْخُبَثَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ يَزْعُمُونَ أَنَّا نَقَعُ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَهُمَا وَالِدَايَ.

”اہلِ عراق میں سے کچھ خبیث لوگوں کا خیال ہے کہ ہم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہتے ہیں، حالانکہ وہ تو میرے والد ہیں۔“[2]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَغْضَبُ مِنَ الرَّافِضَةِ .

”آپ روافض سے غصہ ہوتے تھے۔“[3]

7۔ موسی بن جعفر بن محمد ابو الحسن الکاظم رحمہ اللہ (183ھ):

1(فضائل الصحابہ للدارقطنی : 29، فضائل الصحابہ لأحمد : 176 وسندہ حسن)

2(فضائل الصحابہ للدارقطنی : 76 وسندہ حسن)

3(سیر أعلام النبلاء : 255/6)

آپ کی سنن الترمذی وابن ماجہ میں روایت ہے، ثقہ صدوق اور عبادت گزار تھے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ثقة صدوق إمام من أئمة المسلمين .

"یعنی آپ ثقہ صدوق، مسلمانوں کے ائمہ میں سے ایک امام تھے۔"[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوْقٌ عَابِدٌ .

صدوق، عبادت گزار۔[2]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الإِمَامُ، القُدْوَةُ، السَّيِّدُ.[3]

1(الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم : 139/8)

2(تقریب التہذیب : 6955)

3(سیر أعلام النبلاء : 270/6)

8۔ علی بن موسی بن جعفر ابوالحسن الرضا رحمہ اللہ (203ھ):

آپ رحمہ اللہ صدوق، حسن الحدیث تھے، سنن ابن ماجہ میں آپ کی ایک روایت موجود ہے۔

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

من سَادَات أهل الْبَيْت وعقلائهم وَجلة الهاشميين ونبلائهم يجب أَن يعْتَبر حَدِيثه إِذا روى عَنهُ غير أَوْلَاده وشيعته .

"آپ ساداتِ اہل بیت اور ان کے اربابِ فراست میں سے تھے، ہاشمیوں کے عظیم المرتبت و زیرک اشخاص میں سے تھے، جب ان کی اولاد و شیعہ کے علاوہ کوئی ان سے حدیث بیان کرے تو اسے قبول کرنا لازم ہے۔"[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انہیں صدوق کہا۔[2]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَبِيْرَ الشَّأْنِ، أَهْلاً لِلْخِلاَفَةِ، وَلَكِنْ كَذَبَتْ عَلَيْهِ وَفِيْهِ الرَّافِضَّةُ، وَأَطْرَوْهُ بِمَا لاَ يَجُوْزُ، وَادَّعَوْا فِيْهِ العِصْمَةَ، وَغَلَتْ فِيْهِ.

1(الثقات: 8/456)

2(تقریب التہذیب: 4804)

”آپ عالی مقام اور خلافت کے لائق تھے، لیکن روافض نے ان پر اور ان کی متعلق خوب جھوٹ بولا، ان کے مقام کو اتنا بڑھا دیا جو جائز نہیں تھا، ان کے متعلق دعوی عصمت اور حد درجہ غلو کیا۔“[1]

تنبیہ:

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ أَبِيْهِ الْعَجَائِبَ... كَأَنَّهُ كَانَ يَهِمُ وَيُخْطِئُ.

”اپنے والد سے عجیب روایات بیان کرتے ہیں... شاید انہیں روایتِ حدیث میں وہم و خطا کا صدور ہو جاتا تھا۔“[2]

اس سلسلے میں عرض ہے کہ ان عجیب روایات کو بیان کرنے میں ان سے نچلے طبقے کے راویوں کا ہاتھ ہے، کیوں کہ اہلِ بیت کے افراد پر دل کھول کر جھوٹ باندھے گئے ہیں، جیسا کہ خود ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کی توضیح کی ہے۔[3]

1(سیر أعلام النبلاء: 392/9)

2(کتاب المجروحین: 106/2)

3(الثقات: 456/8، نیز دیکھیے: المغنی فی الضعفاء للذھبی: 456/2)

9۔ محمد بن علی بن موسی الجواد ابو جعفر التقی رحمہ اللہ (220ھ):

ان کی چونکہ قابل ذکر روایات نہیں، شاید اس کی وجہ ان کا محض پچیس سال کی عمر میں وفات پا جانا ہے، اسی لیے متقدمین محدثین کی ان کی بابت کوئی معلوم نہیں ملتیں، البتہ (جیسا کہ آگے ذکر آئے گا کہ) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے چونکہ ان تمام ائمہ کو ثقہ قرار دیا ہے اور یہ ان کی واضح توثیق ہیں۔

اسی طرح سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں:

كان على منهاج أبيه في العلم والجود والتُّقى والسُّؤدَد والكرم.

"آپ علم و سخاوت، تقوی اور شرف و کرم میں اپنے والد کے طرح ہی تھے۔"[1]

بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ مامون نے اپنی بیٹی ام الفضل کی شادی ان سے کی تھی۔[2]

1(مرآۃ الزمان فی تواریخ الأعیان: 240/14)

2(نیز دیکھیے: تاریخ بغداد: 265/3، المنتظم لابن الجوزی: 62/11، البدایہ والنہایہ لابن کثیر: 197/14)

10۔ علی بن محمد بن علی ابوالحسن التقی الهادی رحمہ اللہ(254ھ):

انہیں نقی یاہادی کا لقب بھی دیا جاتا ہے، متقدمین سے ان کے متعلق توثیق نہیں ملتی۔

البتہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے انہیں السید، الشریف اور الفقہیہ کہا۔[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کی توثیق کی ہے۔[2]

11۔ الحسن بن علی بن محمد بن علی ابو محمد العسکری الزکی رحمہ اللہ(260ھ):

ان کی بھی کوئی خاص روایات تو نہیں ہیں، البتہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

أما الحسن بن علي وآباؤه فهم فضلاء ثقات، وهم الأئمة عند الإمامية الإثني عشرية .

''حسن بن علی اور ان کے آباء فضلاء اور ثقہ ہیں، اور یہ امامیہ اثناء عشریہ کے نزدیک ائمہ ہیں۔[3]

1(تاریخ الاسلام :130/6)

2(نیز دیکھئے : تاریخ بغداد :518/13، المنتظم لابن الجوزی :74/12 وغیرہ)

3(موافقۃ الخبر الخبر :357/1)

12۔ محمد بن الحسن بن علی:

امامیہ کے ہاں انہیں مہدی منتظر کہا جاتا ہے، ان کا خیال ہے گیارہویں امام حسن بن علی عسکری کے گھر بیٹا پیدا ہوا پھر وہ دو تین سال کی عمر میں سامراءی ایک غار میں جا چھپے تھے، پہلے تو وہ بالواسطہ دنیا سے تعلق رکھے ہوئے تھے، پھر مکمل طور پر غائب ہو گئے اور ان کا عن قریب ظہور ہو گا جس کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا ہے، اس عقیدہ میں بہت سی مضحکہ خیزیاں ہیں جن پر کلام باعثِ طوالت ہو گا، مختصر اور درست بات یہ ہے کہ ایسے کسی مہدی کا کوئی وجود نہیں، مجاہدِ ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأما نحن فلا نعتقد بولادة غائبهم الموهوم، ونجزم أن الحسن العسكري لم يتزوج ولم يولد له ولد، لا في حياته ولا بعد وفاته بشهادة الشيعة أنفسهم .

"ہم تو ان کے امامِ غائب و موہوم کی ولادت کو ہی نہیں مانتے بلکہ بالجزم کہتے ہیں کہ حسن عسکری رحمہ اللہ نے نہ تو شادی کی اور نہ ہی ان کے زندگی میں یا بعد از وفات ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا، اس پر خود شیعہ کی گواہی موجود ہے۔"[1]

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اس گھڑ نتل عقیدے کے متعلق فرماتے ہیں:

1(الرد علی الدکتور عبد الواحد: 56)

أما الرافضة الإِمَامِيَّةُ: فَلَهُمْ قَوْلٌ رَابِعٌ: وَهُوَ أَنَّ الْمَهْدِيَّ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ الحسن الْعَسْكَرِيِّ الْمُنْتَظَرُ مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ لا مِنْ وَلَدِ الْحَسَنِ الْحَاضِرُ فِي الأَمْصَارِ الْغَائِبُ عَنِ الأَبْصَارِ الَّذِي يُورِثُ الْعَصَا وَيَخْتِمُ الْفَضَا دَخَلَ سِرْدَابَ سَامِرَاءَ طِفْلا صَغِيرًا مِنْ أَكْثَرِ مِنْ خمس مئة سَنَةٍ فَلَمْ تَرَهُ بَعْدَ ذَلِكَ عَيْنٌ وَلَمْ يُحِسُّ فِيهِ بِخَبَرٍ وَلا أَثَرٍ وَهُمْ يَنْتَظِرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ يَقِفُونَ بِالْخَيْلِ عَلَى بَابِ السِّرْدَابِ وَيَصِيحُونَ بِهِ أَنْ يَخْرُجَ إِلَيْهِمْ أُخْرُجْ يَا مولانا لآحتج يا مولانا ثم يرجعون بالخيبة والحرمان فهذا دأبهم ودأبه.

"روافض امامیہ، مہدی منتظر کے متعلق ایک چوتھی رائے رکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک محمد بن الحسن العسکری ہی مہدی منتظر ہیں جو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بجائے سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہیں، آنکھوں سے اوجھل ہیں لیکن شہروں میں موجود، پانچ سو سال قبل چھوٹے سے بچے تھے جب سامراء کی غار میں داخل ہوئے تھے، پھر نہ تو انہیں کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ان کی کوئی خبر واثر ہے، وہ ہر روز گھوڑے پر غار کے دہانے پر کھڑے ہو کر انتظار کرتے اور پکارتے ہیں: مولانا باہر تشریف لائیں. پھر محروم ونامراد واپس لوٹتے، یہی ان کی اور اس (مہدی منتظر) کی روزانہ کی روٹین ہے۔"[1]

1(المنار المنیف : 152)

یہاں یہ امر بھی وضاحت طلب ہے کہ اہلِ سنت کے ہاں بھی امام مہدی علیہ السلام کے قربِ قیامت تشریف لانے کا عقیدہ بالاتفاق موجود ہے، جس کی بنیاد متواتر احادیث ہیں اور ان پر ایمان لانا واجب ہے۔[1]

مولانا نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ، ظہورِ مہدی کو علامات قیامت میں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ان علامات کا منکر کافر ہے۔"[2]

البتہ اس عقیدے کا روافض کے "مہدی منتظر" سے کوئی تعلق نہیں، چنانچہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مہدی علیہ السلام کے متعلق بہت سی احادیث مروی ہیں، بعض علماء نے اس کے متعلق کتب لکھی ہیں اور ذکر کیا کہ یہ احادیث متواتر ہیں، ان میں صحیح و حسن احادیث بھی ہیں اور کچھ ضعیف و من گھڑت بھی، البتہ یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح و حسن روایات سے ثابت ہے کہ آخری زمانے میں مہدی ہوں گے، ان کا نام و ولدیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام و ولدیت کے مطابق محمد بن عبد اللہ ہو گا، اہل بیت سے ہوں گے، اور درست بات یہی ہے کہ ان کا نزولِ عیسی

1(دیکھیے: ماہنامہ المجہ شمارہ 03، اگست 2020 صفحہ: 4)

2(مجموعہ رسائل العقیدہ: 544/3)

کے قریب تشریف لاناحق ہے، بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ داعی الی اللہ لشکر کے سپہ سالار ہوں گے، زمین کو عدل سے بھر دیں گے، اللہ کی طرف بلائیں گے، عدل پھیلائیں گے، ظلم ختم کریں گے اور شعائر اللہ بلند کرتے رہیں گے یہاں تک کہ عیسی علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔

باقی رہا روافض کا نظریہءِ مہدی تو وہ باطل و جھوٹا ہے، وہ جو غار والا مہدی سمجھتے ہیں یہ تو محض خرافات و بے بنیاد و گھڑ نتل باتیں ہیں، ہمارے مہدی علیہ السلام، روافض کے مہدی کے علاوہ ہیں۔[1]

خلاصہ کلام:

فرقہ امامیہ کے بارہ ائمہ کی اہل السنہ کے مطابق چار قسمیں بنائی جاسکتی ہیں:

پہلی قسم: سیدنا علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم یہ تینوں صحابی ہیں، نصوص وحی سے ان کی شان و فضیلت ثابت ہے، شرف صحابیت میں دیگر صحابہ بھی ان کے ساتھ شریک ہیں بلکہ کچھ صحابہ ان تینوں سے افضل ہیں، مثلا سیدنا ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔[2]

1(فتاوی نور علی الدرب: 288/4-289 بتصرف)

2(نیز دیکھیے: منہاج السنہ لابن تیمیہ: 387/6)

دوسری قسم: سیدنا علی زین العابدین، محمد الباقر، جعفر الصادق، موسی الکاظم، علی الرضا رحمہم للہ، یہ اہل سنت کے ہاں ثقہ و معتبر راویان میں سے ہیں، ان کی روایات کتبِ اہل سنت میں ہیں۔

تیسری قسم:

محمد التقی، علی الہادی، الحسن العسکری رحمہم اللہ، ان کی کتبِ اصول میں روایات نہ ہونے کی وجہ سے متقدمین محدثین کے ہاں بطورِ توثیق ذکر نہیں ملتا، البتہ ان کے پاس ہاشمی و خانوادۂ نبوت سے تعلق کی فضیلت و حرمت ہے۔

چوتھی قسم:

محمد المہدی ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں، محض پروپیگنڈہ ہے۔

وما علينا إلا البلاغ المبين.

الفقير إلى الله الغافر : حافظ محمد طاہر